ملکی اَبتر صورت حال اور ہماری ذمہ داری!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

پاکستان یوں تو اُس وقت سے جنگ اور دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے جب سے امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں آ کر بیٹھا ہے۔ لیکن جب سے اس نے افغانستان سے نکلنے کا ارادکیا ہے، اس وقت سے یہ لڑائی پاکستان میں کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہی ہورہا ہے اور یوں لگتا ہے کہ دشمن نے پاکستان کے چاروں صوبوں میں بیک وقت ہلہ بول دیا ہے۔

اس لیے کہ صوبہ خیبر پختون خوا کے شہر پشاور میں تبلیغی جماعت کے مرکز میں عین اس وقت دھما کا کیا گیا جب نمازی حضرات مغرب کی نماز میں مشغول تھے، پھراس کے بعد بنوں میں ایف سی کی گاڑی پر حملہ کر کے کئی فوجیوں کو شہید کر دیا گیا، پھر صوبہ پنجاب کے شہر راولپنڈی میں جی ایچ کیو کے قریب دھما کا کیا گیا، جس سے کئی افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور کئی معذور ہو گئے۔ اُدھر صوبہ سندھ میں کراچی جیسے بڑے شہر میں مولانا محمد عثمان یار خان نائب مدیر جامعہ دارالخیر گلستان جوہر کو دن دہاڑے شاہراہِ فیصل پر دو ساتھیوں سمیت شہید کر دیا گیا اور ان کا ڈرائیور زخمی ہوگیا۔ ادھر صوبہ بلوچستان کے شہر مستونگ میں ہزارہ برادری کے زائرین کی بس پر حملہ کر کے کئی لوگوں کی جانیں لے لی گئیں جو دو دن تک سڑکوں پر سراپا احتجاج بنے رہے۔ الغرض علما، طلبا، تبلیغی جماعت سے وابستہ افراد، صحافی، تاجر، سیاسی کارکن، پولیس، رینجرز، فوج کے جوان، عوام الناس، مساجد، مدارس اور پبلک مقامات میں سے کونسا ایسا ادارہ، گھر یا ایسا مقام ہے جو اس دہشت گردی سے بچا ہوا ہے! کبھی لسانیت کے نام پر خون ریزی برپا کی گئی تو کبھی لوگوں کو تعصب کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ کبھی قومیت کے نام پر مسلمانوں کو ذبح کیا گیا تو کبھی ان میں مذہبی فسادات کرائے گئے اور کبھی فرقہ

واریت کو ہوا دے کر بے گناہ لوگوں کو تڑپایا گیا۔ پاکستانی ہی ہر شر وفساد میں ذبح ہوتے رہے اور ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہراتے رہے، ہر بار دشمن اپنا فساد برپا کرتا رہا اور ہم ایک دوسرے کو جنازے اٹھاتے دیکھتے رہے۔

دشمن نے صرف اسی پر بس نہیں کی، بلکہ اس نے پاکستانیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارہ میں ایسا بغض وعداوت اور نفرت ووحشت ڈال دی ہے کہ ہر ایک دوسرے کے بارہ میں بات سننا اور کسی مسئلے کے حل کے لیے ایک جگہ بیٹھنے کو بھی گوارا تک نہیں کر رہا۔ کراچی تا خیبر مسلمان فرقوں، ذاتوں اور لسانی بنیادوں پر ایک قوم ہونے کی بجائے مختلف خانوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے حلیف ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے حریف بنے ہوئے ہیں، اپنے اپنے مفادات اور مصلحتوں نے ایک دوسرے کو دوریوں اور اختلافات کی راہوں پر گامزن کر دیا ہے، جنہیں مٹانے کی کوئی کوشش نہیں کر رہا۔ اس لیے کہ جب بھی پاکستانی قوم کسی ایک نقطہ پر متفق ہونے کے لیے تیار ہوئی یا کسی شخصیت کو مرجع خلائق بنانے کے لیے آمادہ نظر آئی، دشمن نے فوراً قوم کو تقسیم در تقسیم کی دلدل میں پھینک دیا یا مرجع خلائق بنتی شخصیت کو راستے سے ہٹا دیا، تاکہ اگر کوئی اتفاق یا اتحاد کی شکل بننے بھی لگی ہے تو نہ بن سکے۔ اب تک یہی ہوتا آیا ہے، جسے ہر کھلی آنکھ نے دیکھا اور ہر بیدار عقل نے سمجھا۔

دوسری طرف گزشتہ سالوں میں پاکستانیوں کو ایسے حکمران ملے جنہوں نے بیرونی دباؤ کو قبول کرتے ہوئے ہر برائی کو اپنے کھاتے میں ڈالا اور ان کے اشارۂ ابرو سے دیئے گئے ہر حکم کو فرمانبردار غلام کی طرح من وعن قبول کیا اور اُسے بجالائے۔ اپنے پاکستانیوں کو پکڑ پکڑ کر انہوں نے دشمن کے حوالہ کیا، دشمن کی رسد وراہداری کے لیے اپنے ملک کے تمام راستے کھول دیئے، اپنے ائیرپورٹ اُن کے حوالے کیے، دشمن کے کہنے پر انہوں نے ویزا پالیسی نرم کی اور جس نے بھی پاکستان میں آنا چاہا انہوں نے بلا روک ٹوک اس کو آنے کی اجازت دی۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خود حکمرانوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں دشمن کے جاسوس اور ان کے کارندے جا بجا پھر رہے ہیں اور افراتفری پھیلا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے گھر کی حفاظت خود نہیں کرے گا اور ہر آنے والے کے لیے اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھے گا اور آنے جانے والوں سے کوئی باز پرس نہیں کرے گا تو اس کا گھر کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟! اور دوسری طرف ایسے لوگوں کے لیے پاکستان کے دروازے بند کر دیئے گئے جو پاکستان کے دینی مدارس سے تعلیم پانے کے وقت پاکستان کے مفادات کے محافظ ہوتے تھے اور تعلیم مکمل کر کے اپنے اپنے ممالک میں جانے کے بعد پاکستان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔

اگرچہ دیر بہت ہوگئی ہے، لیکن اب وقت آن پہنچا ہے کہ ہم اپنے اصلی دشمن کو پہچانیں اور اس کی طرف سے بپا کیے جانے والے طوفان کا ادراک کرتے ہوئے اس کے سامنے بند باندھیں۔ آپس میں لڑنے جھگڑنے کی وجہ سے اب تک بیرونی دشمنوں کی طرف ہماری خاطر خواہ توجہ نہیں رہی، جس کے نتیجے میں دشمن اپنا تمام گند، اپنے غلط نظریات اور فکری یلغار مسلم معاشرہ میں بہت زیادہ پھیلا چکا ہے۔ حکومت کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ عالم کفر ہر جگہ مسلمان ممالک میں شورشیں برپا کر رہا ہے۔ عراق، ایران، افغانستان، تیونس، لیبیا، مصر، شام اس کی واضح مثالیں موجود ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہ بھی عالم کفر اور استعمار کی اسی توسیع پسندی کا شاخسانہ ہو۔ یہ صرف شک نہیں بلکہ یقین کی حد تک ہے۔ دانشور اور باشعور شخصیات ان حالات کو اسی تناظر میں دیکھ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ یہ سب کچھ پاکستان کے خلاف شکنجہ کسا جا رہا ہے۔ ادھر افغانستان میں بھارت کو مستقل رکھنے کے لیے ان کے اڈے تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ بلوچستان کی بدامنی میں اس کا بہت بڑا دخل ہے اور پاکستان کی مشرقی سرحدوں پر مسلسل شورش برپا کی ہوئی ہے، جس کا لازمی و منطقی نتیجہ یہی نکلا کہ آج کل پاکستان کی نہ مغربی سرحدیں محفوظ ہیں اور نہ ہی مشرقی سرحدیں اور ان حالات میں اپنے اندر کی لڑائی بھی چھیڑ دی جائے تو پاکستان کا پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ خدارا! حکومت، فوج اور عوام سب کو اپنے ملک کے لیے سوچنا ہے اور اس کی حفاظت ہم سب کے لیے ایک فریضہ سے کم نہیں۔

بلاشبہ یہ سب کچھ ان نادیدہ قوتوں کا کیا دھرا ہے جو پاکستان کو مستحکم دیکھنا نہیں چاہتیں اور ان کی خواہش ہے کہ پاکستان کی عوام اور ان کی فوج ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہو جائے اور دنیا میں یہ تأثر جائے کہ پاکستان کی ایٹمی طاقت خطرے میں ہے، پاکستان کی حکومت اور فوج اس کی حفاظت نہیں کر سکتی، اس لیے اس کو ہماری تحویل میں دیا جائے۔ خاکم بدہن! اگر ایسا ہو گیا تو پاکستان کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل جائے گی اور اس کی بقا و حفاظت ایک امر محال بن جائے گی، اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے اور ان تمام اندیشوں اور خطرات کی پہلے سے پیش بندی کرے۔

۱:..... لہٰذا اب ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اپنی تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں اور معاشرے پر اثر انداز ہونے والے تمام طبقات اور راہنماؤں کو از سرِ نو اعتماد میں لے کر اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرے اور جہاں جہاں تسامحات ہوئے یا کمزوری واقع ہوئی، ایسے تسامحات اور کمزوریوں کا فوری سد باب کرے۔

۲:..... علمائے کرام اور مذہبی راہنماؤں کو چاہیے کہ وہ بلاتفریق مسلک و مشرب آپس میں اتحاد رکھیں، ہر دکھ، سکھ اور پریشانی میں ایک دوسرے کی مدد و نصرت اور تعاون کی فضا بنائیں

اور اسی بات کی اپنے اپنے حلقۂ احباب و حلقۂ ارادت میں تلقین بھی کریں۔

۳:.....عوام الناس کو چاہیے کہ وہ توبہ واستغفار کا اہتمام کریں اور اپنے طور پر ہر ایک اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ سمجھے۔ اپنے معاملات، اپنے اخلاق، اپنی معاشرت، اپنی تہذیب اور اپنی اقدار کو اسلامی تعلیمات کی حدود میں رکھتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونے کی پوری پوری کوشش کرے۔

۴:.....جن پاکستانی مرد و خواتین کے بیٹوں، بھائیوں، شوہروں یا ان کے والدین کو پکڑ پکڑ کر دشمنوں کے حوالہ کیا گیا ہے، ان کے مجروح اور زخمی دلوں کی تسلی اور تسکین کا سامان کیا جائے اور ان کو خاطر خواہ تحفظ فراہم کیا جائے۔

۵:.....حکومت کو چاہیے کہ وہ عدل وانصاف کو سستا کرے اور مظلوموں و مقہوروں کی دادرسی کرے، ان شاء اللہ! اس سے ان کی محرومی کا ازالہ ہوگا اور ان کی دعاؤں سے پاکستان کے حالات میں نمایاں تبدیلی ہوگی۔ آج پاکستان کے جو بھی حالات ہیں، ان مظلوموں کی آہوں، سسکیوں اور ان کی بددعاؤں کی وجہ سے ہیں، اس لیے کہ مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے۔ ۲۶/جنوری ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب دوست محمد خاں صاحب بھی یہی کچھ فرمارہے ہیں کہ صدر، چیف جسٹس اور آرمی چیف کو ایک انداز میں انصاف دینا ہوگا، قانون کی نظر میں سب برابر ہیں، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم سے ملکی حالات خراب ہورہے ہیں۔ اس عمل میں دشمن بھی اپنا کردار ادا کررہے ہیں، لیکن ہم بھی حقدار کو اپنا حق نہیں دے رہے۔ احتساب کا عمل ہمیں اپنے آپ سے شروع کرنا ہوگا۔ فاٹا کے لوگوں کو حقوق نہ ملنے کی وجہ سے خودکش بمبار بن رہے ہیں، فاٹا میں کوئی یونیورسٹی قائم نہیں کی گئی اور نہ ہی انہیں بنیادی انسانی حقوق مل رہے ہیں۔

۶:.....بیرونِ ملک جن سفارت خانوں سے بغیر جانچ پڑتال کے تھوک کے بھاؤ پاکستان کے ویزے جاری کیے گئے ہیں، ان کے ذمہ داران سے اس بارہ میں استفسار کیا جائے کہ کس کے کہنے پر آپ نے ایسا کیا اور کیوں کیا؟ اور جو لوگ ان ویزوں پر پاکستان میں داخل ہوئے ہیں، ان کا ریکارڈ منگوا کر جانچ پڑتال کی جائے، دیکھا جائے کہ کون ایسا ہے جو بیرون ملک واپس چلا گیا ہے اور کون ہے جو اَب تک بغیر ویزے کے یہاں رہ رہا ہے اور کیوں رہ رہا ہے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ بیرونِ ممالک کے وہ طلبا جو پاکستان کے دینی مدارس میں پڑھنے کا عزم رکھتے ہیں، ان کے لیے تعلیمی ویزوں کا اجرا کیا جائے۔

۷:.....سیاسی جماعتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے سیاسی و جماعتی مفادات پر قومی مفاد کو مقدم رکھیں اور اپنے کارکنوں پر نظر رکھیں کہ کہیں ان کی ذرا سی غلطی سے دشمنوں کے عزائم کی تکمیل نہ ہوجائے۔

۸:.....اپنے ملک میں جو لوگ اغیار کے آلہ کار اور ان کی ہمنوائی میں پیش پیش ہیں، چاہے وہ کسی بھی سرکاری، غیر سرکاری اداروں اور جماعتوں میں ہیں، ان کا کھوج لگایا جائے اور ان پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔

۹:.....میڈیا کو پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے علاوہ اسلامی تعلیمات، اسلامی اقدار اور مشرقی روایات کی پامالی سے اجتناب کرنے کا پابند بنایا جائے، نیز عریانی وفحاشی پر مبنی پروگرام نشر کرنے سے اُنہیں روکا جائے۔

۱۰:..... پاکستان پر مختلف حربوں اور بہانوں سے جو سودکاری کی لعنت مسلط کی گئی ہے، اُسے یکسر ختم کیا جائے۔ اس لیے کہ سودخوروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

''یَـاأَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ...'' (البقرۃ:۲۷۸،۲۷۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول (ﷺ) سے''۔

ان شاء اللہ! ان اقدامات سے عوام میں موجود اضطرابی کیفیت ختم ہوگی اور وہ اطمینان وسکون محسوس کریں گے اور ان کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ ہمارے ملکی حالات کو ابتری سے بہتری میں بدل دیں گے، جس سے پاکستان امن وسکون اور خوشحالی کا نمونہ بن جائے گا۔

إِنْ أُرِیْدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَااسْتَطَعْتُ

....

جامعہ کے نمائندہ وفد کا دورۂ ''آواران''

چند ماہ پہلے صوبہ بلوچستان کے شہر ''آواران'' کے مضافات میں شدید زلزلہ آیا تھا، جس میں سینکڑوں لوگ شہید اور ہزاروں لوگ معذور ہوگئے تھے، کئی مکانات زمین بوس ہوگئے اور کئی ایک مکانات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے، جن میں اس علاقے کے حساب سے مدارس اور مساجد بھی شدید متاثر ہوئیں۔

علاقہ کی پسماندگی اور دورافتادہ ہونے کی بناپر عوام الناس اور اصحابِ خیر کی توجہ اس طرف کم ہی گئی اور اس پر مزید یہ کہ دہشت گردی، قتل وقتال اور بدامنی کی بناپر لوگ وہاں جانے سے

ہچکچاتے رہے، جس سے متاثرین زلزلہ کی پریشانیوں، تکلیفوں اور دکھوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

الحمد للہ! جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن جہاں دینی تعلیم وتعلم میں مدارس میں پیشوا اور مقتدا مانی جاتی ہے، وہاں جامعہ کی انتظامیہ نے پاکستان بھر میں رفاہی کاموں، خدمت خلق اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد اور تعاون میں بھی مثالی کارکردگی کا عملی ثبوت مہیا کیا ہے۔ صوبہ بلوچستان کے شہر ''آواران'' کے مضافات میں جیسے ہی زلزلہ کی اطلاع پہنچی، جامعہ کا نمائندہ وفد تین سو خیمے لے کر فوراً وہاں پہنچا اور اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کو چھت مہیا کی۔ اب چونکہ سردی کافی بڑھ گئی ہے اور وہاں لوگ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، جن میں بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں، ضعیف اور نادار لوگ شامل ہیں، ان کی پریشانیوں کو بانٹنے اور مقدور بھر ان کی معاونت کے لیے دوبارہ جامعہ کا نمائندہ وفد: جس میں حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب، حضرت مولانا محمد ایاز صاحب اور حضرت مولانا فخر الاسلام مدنی صاحب شامل تھے، ۸/محرم الحرام سے ۱۰/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ کی تاریخوں میں وہاں کے مقامی علماء کرام کی معیت میں ان زلزلہ زدہ علاقوں تک پہنچا، جہاں ابھی تک کوئی امداد نہیں پہنچی، وہاں جاکر تین ہزار کمبل ان میں تقسیم کیے، تاکہ سردی سے بچاؤ کے لیے کچھ تو سہارا ہو۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل خیر حضرات اور رفاہی ادارے ان علاقوں کے باشندگان کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرنے کی سعی وکوشش فرمائیں، خصوصاً وہاں کی مساجد اور مدارس توجہ کے زیادہ مستحق ہیں، اس لیے کہ وہاں کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے گھروں کو تو بنا رہے ہیں، لیکن مساجد اور مدارس کے بنانے اور مرمت کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا۔ اس لیے اہل خیر احباب کو اس طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ اس کام کے لیے اگر کوئی مشاورت یا معاونت وراہنمائی کی ضرورت ہو تو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی انتظامیہ ہمہ وقت اس کے لیے حاضر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان مسلمان بھائیوں کی مشکلات کو دور فرمائیں اور تمام مسلمانوں کو ناگہانی آفات اور بلیات سے محفوظ فرمائیں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدِنا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین